امن کی تعلیم-مختلف مذاہب کے نقطہ نظر سے

کلیدی الفاظ: علم#مذہب#نقطہ نظر#امن#ہم آہنگی

ڈاکٹر ندیم احمد

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہء اردو، کروڑی مل کالج، دہلی یونیورسٹی، دہلی

ڈاکٹر پروین کمار سورجن، ڈاکٹر شیخ احتشام الدین

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہء تعلیم وتربیت مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

تلخیص: انسان کے انسان سازی کے عمل میں، محض علم کے دائرے میں مہارت حاصل کرنا اور بڑے پیمانے پر پیداوار اور تباہی کے طریقے وضع کرنا بالآخر تمام فنا کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ انسان نیوکلیئر کے ذخیرے کو استعمال کرتے ہوئے کسی بھی وقت انسانی تہذیب سمیت پوری دنیا کو تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ہتھیار۔ معاشرے میں امن اور ہم آہنگی لانے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے تحمل کی مشق ہونی چاہیے۔ یہاں پر یہ ضرورت پیدا ہوتی ہے کہ قدیم وحشی کی باقیات کو کنٹرول کیا جائے جواب بھی جدید انسان میں موجود ہیں اور 21ویں صدی میں بھی وحشیت کی علامات ظاہر کر رہے ہیں۔اس کے تحت معاشرے کو پرسکون کرنے اور امن، ہم آہنگی اور معاشرے کی ترقی کو یقینی بنانے کی بہت ضرورت ہے اور امن کی تعلیم کو یقینی بنانے کے لیے مختلف مذاہب کے نقطہ نظر کی ضرورت ہے۔شاید ہم جانتے ہیں کہ رہنما خطوط اور اصولوں کے ابتدائی تحریری ریکارڈ جو ہمیں امن حاصل کرنے کا طریقہ سکھاتے ہیں دنیا کے عظیم مذاہب کے ذریعے آتا ہے۔ یہ مذاہب- پیغمبر محمد، بدھ، یسوع مسیح، مہاویر جین اور دیگر کی تعلیمات کی پیروی کرنے والے مخصوص صحیفے ہیں جو امن کو آگے بڑھاتے ہیں۔ مذاہب امن کے اپنے وژن کو فروغ دیتے ہیں لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ مذہب کے نام پر کچھ لوگ انتشار پیدا کرتے ہیں۔امن کے بارے میں جاننے والے انسان یہ کیوں نہیں سمجھ سکتے کہ

معاشرے میں امن کو یقینی بنانے کے لیے مختلف مذاہب کے طریقوں پر عمل کرتے ہوئے امن سے کیسے رہنا ہے؟

تعارف: پوری تاریخ میں انسانوں نے تشدد سے بچنے کے لیے ایک دوسرے کو تنازعات کے حل کے طریقے سکھائے ہیں۔ امن کی تعلیم لوگوں کو تشدد کے خطرات اور امن کے لیے حکمت عملیوں کے بارے میں سکھانے کا عمل ہے۔ امن کی تعلیم کی سرگرمیاں جو تشدد اور دشمنی کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہیں غیر رسمی طور پر کمیونٹیز کے اندر یا باضابطہ طور پر تعلیمی اداروں کے تعلیمی مقامات جیسے اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں انجام دی جاسکتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچاسکتی ہیں۔ امن ہمارے ڈی این اے سے نہیں آتا۔ امن تک پہنچنے کے لیے ہمیں امن سکھانے کی ضرورت ہے، ایک جملہ جو پروفیسر بیٹی ریارڈن نے لکھا ہے۔ امن کی تعلیم کے طریقہ کار میں تنقیدی سوچ، عکاسی اور شرکت شامل ہونی چاہیے۔ وہ ایسے عناصر ہیں جن کو تعلیم کی تمام سطحوں پر تمام درس و تدریس میں شامل کیا جانا چاہیے۔ چاہے رسمی ہو یا غیر رسمی ترتیبات میں، کسی کو یہ سمجھنا ہوگا کہ امن ایک جامع تصور اور وجود کی حالت ہے اور اسے روایتی لیکچر نوٹ لینے کے ٹیسٹنگ فریم ورک میں نہیں سیکھا جا سکتا۔ درحقیقت امن کی تعلیم کو بہت سے شعبوں میں ضم کرنا ہوگا۔ اگر ہم اور ہمارے گھر، کرہ ارض کو زندہ رہنا ہے تو امن کی ثقافت کو تشدد کی ثقافت کو بدلنا چاہیے۔ تشدد کے لیے رواداری قابل برداشت حد سے بڑھ گئی ہے۔

آنے والی نسلوں کو نہ صرف پڑھنا لکھنا جاننے کے لیے تیار کرنا، بلکہ سوچ سمجھ کر، کمیونٹیز کے ذمہ دار ممبر بننے کے لیے بھی، جو گریجویٹ ہو کر پیسہ کمانے کے لیے نہیں بلکہ اپنا حصہ ڈال کر اور امن کا کلچر بنا کر فرق پیدا کریں گے۔ روحانی اور ایمانی روایات کی اصل تعلیمات پر گہری نظر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ بنیادی طور پر امن کے سرچشمے اور وسائل ہیں۔ ہمیں ان اصولوں اور اقدار کو دوبارہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے جو وہ برقرار رکھتے ہیں، ہمیں امن کی تلاش کے لیے ہر مذہبی

روایت کے ضروری مشن کی یاد دلانے کے لیے۔مختلف روحانی اور ایمانی روایات کے درمیان تعاون اور افہام وتفہیم اب ضروری ہو گیا ہے۔اب ہم متنوع عقائد کے درمیان مشترکہ اقدار کی مشترکہ بنیاد تلاش کر رہے ہیں تا کہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ تنوع کے باوجود ہم ایک انسانیت ہیں، باہمی احترام اور قبولیت کے لیے یکساں بنیادی خواہشات کے ساتھ اور امن کے ساتھ رہنے کے لیے۔اب ہم چند روحانی اور ایمانی روایات پر توجہ مرکوز کریں گے جو ہماری قوم میں جڑ پکڑ چکی ہیں۔ یہ اسلام، بدھ مت، ہندومت، جین مت وغیرہ ہیں۔

امن کو فروغ دینے والی مذہبی تعلیمات:

شاید ہدایات کے ابتدائی تحریری ریکارڈ جو ہمیں سکھاتے ہیں کہ امن کیسے حاصل کیا جائے دنیا کے عظیم مذاہب کے ذریعے آتا ہے۔ یہ مذاہب - ایسے پیغمبر محمد، بدھ، یسوع مسیح، مہاویر جین اور دیگر کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے امن کو آگے بڑھانے والے مخصوص صحیفے ہیں۔منظّم مذاہب امن کے اپنے تصورات کو فروغ دیتے ہیں لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ مذہب کے نام پر کچھ لوگ امن کو تباہ کرنے کے لیے پریشانی پیدا کرتے ہیں۔امن کے بارے میں جاننے والے انسان یہ کیوں نہیں جان سکتے کہ امن میں کیسے رہنا ہے؟ لوگوں کو پرامن رہنے کے بارے میں تعلیم دینے کی ضرورت کیوں ہے؟ کیا انسان فطری طور پر متشدد اور تفرقہ انگیز ہے؟ امن کا چیلنج ایک قدیم تشویش ہے، جس نے صدیوں سے دنیا بھر کے مذاہب کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ان کی کوششوں کے نتائج قطعی طور پر ملے جلے ہیں۔

آج نوجوانوں کی مایوسی ان تخیلات کی وجہ سے بڑھ رہی ہے جو ٹیلی ویژن کے پروگراموں، ریڈیو پروگراموں، انٹرنیٹ اور سنیما پر پلتے ہیں۔ایک آزاد معاشرے میں ذمہ دارانہ زندگی کے لیے بچے کی تیاری، افہام وتفہیم، امن، رواداری، جنسوں کی مساوات اور تمام لوگوں، نسلی، قومی اور مذہبی گروہوں اور مقامی باشندوں کے درمیان دوستی کے جذبے سے زیادہ اہم ہو گئی ہے۔اس کے بعد، امن کی تعلیم کو نہ

صرف ایک بچے کے تعلیمی تجربے کے ایک لازمی جزو کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے بلکہ معاشروں کے پرامن، ذمہ دار، روادار، منصفانہ، دوستانہ ممبران کے فروغ کے لیے ایک آلہ ہے۔ سیکھنے والوں کو امن کے بارے میں سکھانے اور پرامن معاشروں کی آبیاری کے درمیان تعلق مرکزی باتوں میں سے ایک ہے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ مذہب پر مبنی پروگرام اوران کے پیغامات زیادہ اثر انگیز ثابت ہوں۔ آخر کار، بچے تعلیمی اداروں کے علاوہ گرجا گھروں، مندروں یا مساجد، گرودواروں وغیرہ میں جاتے ہیں۔ اور جب وہ ایسا کرتے ہیں، تو وہ مومنین کی ایک جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں جو اکثر ایسے ماحول میں امن کے بارے میں سیکھتے ہیں جو ان کے خیالات اور طرز عمل کو طاقتور طریقے سے متاثر کر سکتا ہے۔

آج کی دنیا میں، اس سے بھی بڑھ کر، امن کی ثقافت کو ایک نئی انسانیت کے جوہر کے طور پر دیکھا جانا چاہیے، ایک نئی عالمی تہذیب جس کی بنیاد اندرونی یگانگت اور بیرونی تنوع ہے۔ امن کے کلچر کا پھلنا پھولنا ایسی ذہنیت کو جنم دے گا جو طاقت سے استدلال، تنازعات اور تشدد سے مکالمے اور امن کی طرف منتقلی کے لیے لازمی شرط ہے۔ امن کی ثقافت سب کے لیے ایک مستحکم، ترقی پذیر اور خوشحال دنیا کے لیے معاونت کی بنیاد فراہم کرے گی۔

امن کے وسیع تصور کے ساتھ ثقافتی روایات - " آئرین" کا یونانی تصور ہم آہنگی اور انصاف کے ساتھ ساتھ جسمانی تشدد کی عدم موجودگی کا بھی مطلب ہے۔ اسی طرح، عربی "سلام" اور عبرانی "شالوم" نہ صرف جنگ کی عدم موجودگی بلکہ اپنی ذات اور افراد کے درمیان، ایک برادری کے اندر اور قوموں کے درمیان فلاح، مکمل اور ہم آہنگی کو بھی قبول کرتی ہے۔ "شالوم" کا مطلب محبت، مکمل صحت، خوشحالی، سامان کی دوبارہ تقسیم اور مفاہمت بھی ہے۔ "شانتی" کا سنسکرت تصور نہ صرف روحانی اطمینان بلکہ ذہنی سکون، زمین کا سکون، سمندروں کے نیچے امن، اور بیرونی خلا میں امن کا حقیقی معنوں میں ایک کائناتی نظارہ ہے۔ چینی "پنگ" کا مطلب ہم آہنگی ہے، تنوع

میں سے ایک اتحاد کا حصول، جس کا موازنہ بظاہر مخالف عناصر کو ین اور یا نگ کے اصولوں میں ضم کرنے کے قدیم چینی تصور سے کیا جاتا ہے (بارش، 1999)۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک طرف تو اس بات کے تنقیدی اور عملی تجزیے سے کہ امن کی ایک جامع تفہیم حاصل کی گئی ہے کہ پائیدار امن کی تڑپ درحقیقت کس چیز کا تقاضا کرتی ہے (یعنی یہ تشدد کو مسترد کرنے اور بعض چیزوں کے حصول کا تقاضا کرتی ہے۔ مثبت حالات)۔ ساتھ ہی، جامع نظریہ بھی بعض اخلاقی، ثقافتی اور تاریخی جڑوں سے اخذ کیا گیا ہے جنہوں نے آج کی امن سوچ کو متاثر کیا ہے۔

روحانی اور ایمانی روایات کی اصل تعلیمات پر گہری نظر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ بنیادی طور پر امن کے سرچشمے اور وسائل ہیں۔ ان اصولوں اور اقدار کو دوبارہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے جو ہمیں امن کی تلاش کے لیے ہر مذہبی روایت کے ضروری مشن کی یاد دلاتے ہیں۔ مختلف روحانی اور ایمانی روایات کے درمیان تعاون اور افہام و تفہیم اب ضروری ہو گیا ہے۔ اب متنوع عقائد کے درمیان مشترکہ اقدار کی مشترکہ بنیاد تلاش کرنے کی ضرورت ہے تا کہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ تنوع کے باوجود ہم انسانیت کی ایک نسل ہیں، باہمی احترام اور قبولیت اور امن کے ساتھ رہنے کے لیے یکساں بنیادی خواہشات کے ساتھ۔ ان اہم روحانی اور ایمانی روایات پر توجہ مرکوز کرنا ضروری ہے جو ہماری قوم میں جڑ پکڑ چکی ہیں۔ یہ ہندومت، بدھ مت، جین مت، اسلام وغیرہ ہیں۔

ہندوازم اور امن:

ہندو روحانیت کا حتمی مقصد اتحاد کا ایک ایسا وژن حاصل کرنا ہے جو بلا امتیاز ہے، جہاں ہر قسم کی زندگی اہم ہے۔ باہمی ربط کا یہ وژن ایک دوسرے کے لیے گہرے احترام اور انسانوں اور قدرتی دنیا کے درمیان ایک مثبت تعلق کو فروغ دیتا ہے۔

ہندو متون میں ایسی آیات ہیں جو اتحاد اور ہم آہنگی کا حوالہ دیتی ہیں - تمام انسان مجھے دوست کی نظر سے دیکھیں۔ کیا میں تمام مخلوقات کو دوست کی نظر سے دیکھ سکتا

ہوں، کیا ہم ایک دوسرے کو دوست کی نظر سے دیکھ سکتے ہیں۔(یجوروید کی دعا)

رنگنا تھانند(1968) بتاتے ہیں کہ دوسرے انسانوں کے لیے محبت اور احترام اس وحدانیت کے احساس کا پھل ہے جس پر ہندو یقین رکھتے ہیں۔ وہ آیات کا حوالہ دیتے ہیں جن میں خدا انسانوں سے بات کرتا ہے:

میں راضی نہیں ہوں... اگر عبادت گزار دوسرے مخلوقات کی عزت کی توہین کرتے ہیں... اس لیے میری عبادت کرو... ان کی عزت کو برقرار رکھتے ہوئے، دوستی کے رویہ سے اور عدم جدائی کی نگاہ سے۔(سریمد بھاگوتم)

واسوانی(2007) ہندومت کے چند اہم اصولوں کو بیان کرتے ہیں:

* صحیح خیالات اور اعمال کے ساتھ اخلاقی زندگی بسر کریں۔

*اپنی خواہشات اور غصے پر قابو رکھیں

*اہنسا کی مشق کریں(عدم تشدد یا غیر چوٹ)

*محبت اور ہمدردی کے ساتھ ساتھ انصاف کو بھی فروغ دیں۔

*پہچانیں کہ ہر شخص اپنے اعمال کا پھل پاتا ہے(کرما)

*خاندان، معاشرے اور دنیا میں امن کے آغاز کے طور پر اندرونی امن اور اندرونی تبدیلی کی اہمیت کو تسلیم کریں۔

ہندو اپنی نماز کا اختتام لفظ "شانتی" (امن) کے ساتھ تین بار کرتے ہیں۔ شانتی، شانتی، شانتی۔ جس کا مطلب ہے کہ ہمارے اندر، ہمارے خاندان اور دنیا میں امن ہو۔

بدھ مت اور امن:

بدھ مت کی تعلیمات ناپاکیوں کے خاتمے کے ذریعے روحانی تزکیہ کو فروغ دیتی ہیں جب تک کہ کوئی نروان حاصل نہیں کر لیتا، یہ مصائب سے آخری نجات ہے جو کہ پیدائش اور موت کے چکر کا خاتمہ ہے۔ بدھ مت کا نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ جنگ، جرم اور مصائب ذہنی خرابیاں ہیں اور ان پر ضبط نفس، مراقبہ، حکمت اور روشن

خیالی کے عمل سے قابو پانے کی ضرورت ہے۔

بدھ مت ہمدردی اور محبت کرنے والی مہربانی سکھاتا ہے۔ بدھ مت کے پیروکار کرما کے قانون پر یقین رکھتے ہیں، جو وجہ اور اثر کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے: اچھے اعمال اچھے اثرات پیدا کرتے ہیں، اور اس کے برعکس۔ انسانوں اور جانوروں کو اپنے کرما کے مطابق پیدائش اور موت کے ایک نہ ختم ہونے والے چکر سے گزرنا پڑتا ہے اور وہ دوسرے کی شکل میں دوبارہ جنم لے سکتے ہیں۔ ان کی سرگرمیاں، اچھی یا بری، خود پر اور دوسروں پر اثر ڈالتی ہیں (سری کانچنا، 2001)۔

بدھ مت بتاتا ہے کہ مادیت پرستی، خودغرضی اور لالچ تمام ناانصافیوں کے ماخذ ہیں اور اس لیے لوگوں کو زیادہ دینے، کم لینے، سادہ زندگی گزارنے اور ان منسلکات سے آزاد ہونے کا درس دیتا ہے جو کہ مصائب کا باعث ہیں۔

جینزم اور امن:

تمام جانداروں کے لیے امن جین مت کا اصول ہے۔ جین مت کے مطابق، امن روح کی ایک بنیادی خوبی ہے، جو لامحدود آنند کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ ابدی امن بنیادی حالت کے ساتھ ساتھ روح کا آخری مقصد ہے۔ امن ذہن کا اندرونی پہلو ہے اور فرد، خاندان، سماج، قوم، دنیا اور درحقیقت پوری کائنات کا بیرونی پہلو بھی۔ اندرونی سکون اور دنیا کا بیرونی امن دو مختلف چیزیں ہیں۔ مطلق معنوں میں، وہ ایک دوسرے سے آزاد ہیں لیکن عملی طور پر وہ ایک دوسرے سے متعلق بھی ہیں۔ کوئی شخص اندرونی سکون حاصل کرسکتا ہے یہاں تک کہ جب بیرونی حالات ناساز ہوں اور لوگ ظاہری طور پر پرامن ظاہر ہو سکتے ہیں اگرچہ اندرونی امن ان سے دور ہو۔

امن کا جین کا تصور دوسرے فلسفوں سے مختلف ہے۔ امن کے لیے بنیادی جین نقطہ نظر تمام جانداروں کی بہبود (منگلا) ہے، چھوٹے کیڑوں سے لے کر سب سے زیادہ ترقی یافتہ ستنداریوں تک۔ جین مت میں امن کے بہت سے پہلو ہیں۔ ان میں

سے کچھ درج ذیل ہیں:

* امن (شانتی) روح کی ایک ابدی خوبی ہے۔ ایک خود کو فتح کر کے، تمام برائیوں (غصہ، حسد، مقابلہ، لگاؤ، نفرت وغیرہ) سے پاک کر کے ابدی سکون حاصل کر سکتا ہے جو پھر خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ جب انسان اپنے آپ میں پرامن ہوتا ہے تو خاندان پرامن ہو جاتا ہے، پھر معاشرہ، پھر قوم، پھر دنیا اور پھر پوری کائنات۔

* خود کی فلاح و بہبود کا انحصار دوسروں کی فلاح پر ہے۔ لہٰذا عدم تشدد کا اصول۔ تمام جانداروں کی فلاح و بہبود جین کی دعاؤں کا بنیادی زور ہے۔

* امن میں دوسروں کے خیالات کا احترام کرنا شامل ہے چاہے وہ متضاد کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا Anekantavada کا اصول۔

* نفس کی قربانی کے بغیر امن حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے تاپا کے اصول، کفایت شعاری سے زندگی گزارنا، اپری گرہ اور سٹیا وغیرہ۔

کچھ دوسرے خیالات میں امن، خاص طور پر مغربی نقطہ نظر میں، دوسروں کی حفاظت کے بارے میں زیادہ فکر کیے بغیر ایک خود کے لیے محفوظ حالات کا مطلب ہے۔ اس کے برعکس، جین مت کا ماننا ہے کہ ایک نفس کے لیے محفوظ حالات صرف اس وقت یقینی ہوتے ہیں جب وہ دنیا میں ہر کسی کے لیے محفوظ ہو۔ اس لیے اپنی حفاظت کے بجائے دوسروں کی حفاظت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

جب کوئی اپنے نفس پر فتح حاصل کرتا ہے تو اندرونی سکون حاصل ہوتا ہے لیکن بیرونی امن کے لیے دنیا کو فتح کرنا ضروری نہیں ہے۔

جین مت کا امن کے لیے ایک ہی نقطہ نظر ہے: زمین پر حکمرانی کے لیے کسی کو طاقتور ہتھیاروں کے ساتھ سپر پاور بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقی سپر پاور کا درجہ بندوق کی نوک پر نہیں بلکہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب دوسرے آپ کی سوچ اور فلسفے کو اپنی مرضی سے شیئر کریں اور اس پر عمل کریں۔

عدم تشدد اور معافی امن کے بنیادی تقاضے ہیں۔ عدم تشدد کو اس حد تک استعمال کیا

جانا چاہیے کہ آپ سوچ، قول اور عمل سے کسی مخلوق کو تکلیف نہ پہنچائیں اور جان بوجھ کر یا انجانے میں کسی کو تکلیف پہنچنے کی صورت میں معافی مانگیں۔ جین مت سوچ، عمل یا رضامندی میں کسی بھی قسم کے تشدد کی اجازت نہیں دیتا اور یہاں تک کہ کسی بھی وجہ سے تشدد کی حمایت کی اجازت نہیں دیتا، چاہے اپنی جسمانی حفاظت کی قیمت پر یا اپنے دفاع میں۔ عدم تشدد کا آغاز جانداروں کی نچلی سطح سے ہونا چاہیے اور اسے صرف انسانوں تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ استغفار کا تفصیلی طریقہ کار ہے۔ جینوں نے ہر سال ایک دن مختص کیا ہے، جسے معافی کا عالمی دن کہا جاتا ہے، معافی مانگنے کے لیے۔ یہ یقینی طور پر خاندان اور معاشرے میں امن اور ہم آہنگی لاتا ہے اور اس کے نتیجے میں ایک پرامن قوم اور دنیا کی طرف بھی جاتا ہے اور سب کی فلاح و بہبود کا باعث ہوتا ہے۔

اسلام اور امن:

لفظ اسلام کی جڑ کا مطلب امن ہے- خدا اور دوسرے انسانوں کے ساتھ امن۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کی مرضی کا تابع ہو۔ اس عرضی کا مقصد صرف ایک مومن کی ذاتی نجات نہیں ہے، بلکہ الٰہی منصوبے کی کامیاب تکمیل اور ایک منصفانہ اور ہم آہنگ معاشرتی نظام کا نفاذ ہے۔

مسلمان کے پانچ فرائض:

* خدا کی وحدانیت (توحید) اور محمد کی نبوت کا اعلان اور قبولیت۔ توحید کی عظیم اہمیت یہ ہے کہ "اگر خدا ایک ہے تو اس کی تمام مخلوقات..."

* دن میں پانچ وقت کی نماز

* زکوٰۃ یا واجب صدقہ کی ادائیگی، عام طور پر کسی کے مال کا 2½ فیصد سالانہ۔ اسلام میں زکوٰۃ دولت کی دوبارہ تقسیم اور غریبوں کی فکر کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

* رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا۔ یہ بنیادی طور پر ایک روحانی مشق ہے لیکن یہ تمام مسلمانوں کے لیے اپنی یکجہتی کو محسوس کرنے کا ایک طریقہ بھی ہے۔

* زندگی میں ایک بار مکہ مکرمہ (مکہ) کی زیارت کرنا، اگر کوئی ایسا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

اسلام کی مقدس کتاب قرآن مجید کی چند آیات درج ذیل ہیں۔

امن سے متعلق پیغامات کا اظہار:

جس نے کسی انسان کو قتل کیا، سوائے قتل یا زمین میں فساد پھیلانے کے، یہ پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ اور جس نے ایک جان بچائی اس نے پوری انسانیت کو بچایا۔ (سورہ5:32)

خدا اور یوم آخرت اور فرشتوں، کتاب اور رسولوں پر ایمان لانا نیکی ہے۔ اپنا مال اس کی محبت میں، اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں کے لیے خرچ کرنا۔ اور قیدیوں کو آزاد کرنے کے لیے؛ نماز میں ثابت قدم رہنا؛ اور با قاعدگی سے صدقہ جاریہ کریں... (سور?2:177)

والدین اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور لوگوں سے اچھی بات کہو... (سورہ2:83)

اے بنی نوع انسان! ہم نے تمہیں مرد اور عورت پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو (دوسرے کو حقیر نہ جانو)۔ (سورہ49:13)

وہی ہیں جو سچے ماننے والے ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے ہاں عزت کے درجات ہیں اور بخشش اور فراخی رزق ہیں۔ (سورہ8:4)

امن! نہایت مہربان رب کی طرف سے سلام کا لفظ ہے۔ (سورہ36:58)

حدیث (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات) سے ہمیں درج ذیل آیات ملتی ہیں:

کیا میں آپ کو بتاؤں کہ نماز، روزے اور غریبوں کو زکوٰ؟ دینے سے بہتر کیا ہے؟ یہ مردوں کے درمیان اختلافات اور تنازعات کو حل کر رہا ہے۔ اور اختلاف ہونا تمام خوبیوں کو مٹا دیتا ہے۔ خدا اس کے دل کو ایمان اور اطمینان سے بھر دیتا ہے جو اپنے

آپ کو بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے، تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کرتا ہے۔اور خدا کی قسم وہ مومن نہیں... جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں کی وجہ سے سکون سے نہ رہے۔زمین والوں پر رحم کرو، تاکہ وہ جو آسمان پر ہے تم پر رحم کرے۔

نتیجہ:

رسمی اسکول کے نظاموں نے بڑے پیمانے پر امن کارکن اساتذہ کی طرف سے فراہم کردہ تعلیمی بصیرت کو نظر انداز کیا ہے، زیادہ تر ثقافتی اور معاشی دباؤ کی وجہ سے اپنے نصاب میں مزید ریاضی اور سائنس کو شامل کرنے کے لیے تاکہ سیکھنے والے ہائی ٹیک عالمی معیشت میں مقابلہ کر سکیں۔زیادہ تر ممالک میں امن کی تعلیم کو "نرم" کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور خوفزدہ شہریوں کے ذریعہ قبول نہیں کیا جاتا ہے جو خیالی یا حقیقی دشمنوں سے ڈرتے ہیں۔

ایک نئے نظم و ضبط کی بنیاد رکھی گئی ہے، جس سے مستقبل کے امن کے اساتذہ کو یہ جاننے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے کہ ایک زبردست امن محل کیسے کھڑا کیا جائے۔ ہمارا وژن 21 ویں صدی زیادہ پرامن ہے، ایسی صدی جو تمام انسانوں، مادر دھرتی اور پوری کائنات کے لیے اچھی ہے۔ اگرچہ ہم اپنے بہت بڑے چیلنجوں کا سامنا کرتے ہیں، ہمیں وقت کی نشانیوں کو صحیح طریقے سے پڑھنا سیکھنا ہوگا۔ہم صرف منفی علامات کو نہیں پڑھ سکتے کیونکہ یہ ہمیں مایوسی کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ہم امید کے آثار بھی دیکھیں جیسے کہ سماجی تحریکوں کی ترقی جو مختلف طریقوں اور سطحوں پر امن اور انصاف کے فروغ کے لیے کام کرتی ہے۔اس سے ہمارے اعتماد میں اضافہ ہونا چاہیے اور اپنے مثبت وژن کے لیے اپنا حصہ ڈالنے کا عزم کرنا چاہیے۔

عرض ہے کہ امن کی ثقافت کی تعمیر آج اور آنے والے کل کے اہم مقاصد میں سے ہے۔انسانی اور ماحولیاتی بقا اور بہبود، اب اور مستقبل میں، اسی پر منحصر ہے۔اس لیے حکومتوں، علاقائی اور بین الاقوامی اداروں اور تمام لوگوں کے لیے اس وژن کے

لیےمل کرکام کرنا اچھا سمجھ میں آتا ہے۔

بدلے میں، امن کی ثقافت کی تعمیر کے لیےضروری اقدامات میں سے ایک تعلیم کو متحرک کرنا ہے جوکہ لوگوں کی ذاتی اور سماجی ترقی کا مرکز ہے۔ہمیں رسمی تعلیمی نظام اور دیگر تعلیمی ماحول میں امن کی تعلیم کوزیادہ جان بوجھ کراور منظّم انداز میں متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔

آیئے ہم مستقبل کوامید، تخیل اوراپنی پرانی سوچ اورطریقوں کوترک کرنے کی آمادگی کے ساتھ ملیں جوایک نئی ثقافت کے پھلنے پھولنے میں رکاوٹ ہیں جوزیادہ پرامن ہے۔آیئے ہمیں تعلیم دیں اورامن کے لیےکام کریں تاکہ ہمارا مستقبل ان وعدوں پرقائم رہے جوہم چاہتے ہیں۔

حوالہ جات:

1-IHarris, (1988) امن کی تعلیم۔جیفرسن، این سی: میک فارلینڈ اینڈ کمپنی۔

-2مارک سومرز (2000) مستقبل کے لیے سیکھنا: ترقی پذیرممالک میں پناہ گزینوں کی تعلیم

Jasmin Castro,-Navarro Loreta (2008)

3-Galace-Nario پیس ایجوکیشن:اے پاتھ وےٹواے کلچرآف پیس سینٹر فارپیس ایجوکیشن، مریم کالج کوئزون سٹی، فلپائن

4-www.jinvaani.org جین مت کاای-سٹورہاؤس، امن کی تعلیم کاجین نقطہ نظر، پروفیسرنریندربھنڈاری

-5 ہیمامالنی، ایچ سی (2006)؛ مقامی ہندوستانی علم کی روایات میں پائیداری کی قدریں اوران کے اثرات، یونیورسٹی نیوز، 44(05)،

☆☆☆